

نئی ذمہ داریاں نئے تقاضے

احوال و کوائف
دارالعلوم

طلبہ دارالعلوم حقانیہ سے جناب مولانا کوثر نیازی کا خطاب

مورخہ ۱۱ جولائی ۱۹۶۶ء کو لاہور کے جناب مولانا کوثر نیازی (مدیر شہاب لاہور) دارالعلوم تشریف لائے۔ دارالعلوم میں قیام کے دوران تعلیمی اور انتظامی شعبے اور تعمیراتی کام دیکھ کر بے حد محظوظ و مسرور ہوئے۔ بعد از نماز عصر جامع مسجد دارالعلوم کے وسیع صحن میں طلبہ دارالعلوم کی طرف سے انہیں سپاسنامہ پیش کیا گیا جس کے جواب میں مولانا موصوف نے ذیل کا خطاب فرمایا جو مولانا کی گہری بصیرت، تجربہ اور دینی و فکری پختگی کا غماز ہے۔ تجسید دین کے نام پر دین میں جدت طرازی کرنے والوں کے بارے میں مولانا کے ارشادات ایک ایسے آزمودہ کار کے خیالات ہیں جو خود کافی عرصہ صاحب البیت رہا ہے۔ (ادارہ)

مجھے آج دارالعلوم میں آنیکا موقع ملا۔ یہ میری بہت بڑی سعادت ہے۔ اور آج میری دیرینہ آرزو پوری ہوئی۔ میں ساہا سال سے آپ کے دارالعلوم اور حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم کی عظیم شخصیت سے متاثر ہوا، اور وہ خداست جلیلہ جو حضرت مولانا اور یہ ادارہ دین حق بجالا رہا ہے، شروع سے اس کا قدردان ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ جو زمانہ جا رہا ہے، اور جس طرح حالات ہمیں گھیرے ہوئے ہیں۔ اور دین حق کو فتنوں کا جو سامنا ہے۔ ان میں ایسی بزرگ ہستیاں مغنمات زمانہ میں سے ہیں۔ اور کبھی کبھی خیال آتا ہے کہ جب یہ لوگ بھی نہ رہے تو ہمارا کیا بنے گا۔ وہ جو شاعر نے کہا تھا حضرت شیخ الحدیث کا وجود مسخود بھی ان میں سے سمجھتا ہوں کہ

ہمارے بعد اندھیرا رہے گا بہت چراغ جلاؤ گے روشنی کیلئے

میرے بارے میں جو ذرہ نوازی آپ لوگوں نے فرمائی، بغیر تصنع اور بناوٹ کے کہتا ہوں۔ کہ میرے اندر ان خصوصیات کا سینکڑوں بلکہ ہزاروں حصہ بھی موجود نہیں۔ علماء ربانیت کا اوسنے خادم اور ان کے خاک قدم کو سرمہ چشم بصیرت اور نجات کا باعث سمجھتا ہوں۔ اگر کوئی متاع اور اندوختہ میرے پاس ہے تو یہی ہے۔ میں کچھ تقریر کا ارادہ نہیں رکھتا۔ آپ اہل علم ہیں۔ میں خود آپ سے

سیکھنے آیا ہوں، بس ایک رشتہ کی بنا پر کہ میں ایک ادنیٰ طالب علم ہوں۔ کچھ باتیں جو میں نے جدید عقول میں بیٹھ کر اور شہری زندگی میں رہ کر محسوس کی ہیں عرض کرتا ہوں، خدا کرے کہ آپ حضرات آئندہ زندگی میں اسے ملحوظ خاطر رکھیں۔ پہلی بات یہ ہے کہ آپ پر اللہ نے بڑا فضل و کرم کیا ہے۔ آپ اپنے مقام کا شعور کر لیں۔ اکثر علوم دینیہ کے طالب علم احساسِ کہتری میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور محسوس کرتے ہیں کہ

یارانِ تیز گام نے محل کو جا لیا ہم محمد نالہ جس کا روان رہے

ان کا خیال ہوتا ہے کہ دنیا نے ترقی کی شہرت عزت دولت پائی اور ہم ان لوگوں سے فرو تر ہیں۔ بحیثیت جماعت اور ادارہ اور آپ کے اس نسبت دینی کے عرض کرتا ہوں کہ آپ کو احساسِ کہتری میں کبھی مبتلا نہ ہونا چاہئے۔ اللہ اور رسول صحابہ کرام اور اہل بیت کی وراثت ہیں۔ ان کے حصول کا شرف خدا نے آپ کو عطا فرمایا۔ اور آپ کو تخصیص کا درجہ دیا۔ یہ زمانہ جو گذر رہا ہے۔ اس میں ترک دنیا کی مذمت کی ضرورت نہیں۔ کبھی ضرورت تھی جبکہ تقویٰ اور دین کا دور دورہ تھا۔ اور لوگ چاہتے تھے کہ دنیا کے علائق سے الگ ہو کر عبادت کے لئے گوشہ گیر ہو جائیں۔ مگر اب مادیت اور مادہ پرستی کا دور دورہ ہے۔ یہ ڈیڑھ ہشت پیٹ سارے جہاں کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ ماضی اور مستقبل کا سارا جائزہ پیٹ کے لئے لیا جا رہا ہے۔ روپیہ پیسہ اور عیش و عشرت لوگوں کا غمناک مقصد بنا ہوا ہے۔ عرض سارے عالم میں فساد اس طلب دنیا کے لئے ہے۔ اور یہی وہ رجحان تھا جس کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ ہر امت کے لئے ایک فتنہ ہوتا ہے۔ اور میری امت کے لئے فتنہ دنیا ہے۔ دنیا تو ہر زمانہ میں پرکشش رہی۔ مگر جو عنائی، زیبائی، کشش، اس کے اندر اس زمانہ میں پیدا ہوئی وہ پہلے نہیں تھی۔ پہلے زمانہ میں لوگوں کو ان سواریوں کا تصور نہیں تھا، جو آج میسر ہیں۔ ماکولات و مشروبات اسی طرح لباس میں وہ تنوع اور رنگارنگی نہیں تھی جو آج کے مادہ پرست دور میں ہے۔ عرض یہ مال جس طرح آج باعثِ آزمائش ہے پہلے نہیں تھا۔ مال و دولت آج کا سب سے بڑا فتنہ ہے اور ترک دنیا اور رہبانیت کا خطرہ بہت کم ہے۔

آپ یہ خیال نہ کریں کہ دنیا عزت اور اقتدار کے لئے جارہی ہے۔ آپ کو اللہ نے دنیا طلبی سے محفوظ رکھا۔ قناعت کا جذبہ اور زندگی عطا فرمائی۔ اپنے اور رسول کریم کے علوم کا وارث بنایا۔ اس سے

بڑی عزت اور کیا ہو سکتی ہے۔؟ لوگوں کے پاس جو اقتدار ہے وہ زوال پذیر اور پانی کے بلبلہ کی مانند ہے۔ کل جو کسی پر تھے آج ان کا نام لینا بھی جرم اور داخل دشنام ہو چکا ہے۔ ان کا حکم صرف جسموں پر چلتا ہے۔ دلوں پر نہیں۔ آپ کا حکم اس زمانہ میں بھی جسموں پر نہیں بلکہ دلوں پر چلتا ہے۔ اصل دولت دولت آخرت ہے۔ امداد اس دولت کے مقابلہ میں دنیا کی نسبت یہ ہے جیسے کوئی بہتے ہوئے سمندر میں انگلی ڈال دے، امد کچھ تری اس کی انگلی پر لگ جاوے۔ آپ کی مثال تو بحر مواج کی مانند ہے۔

ایں سعادت بزدل بازو نیست
تانا بخشنده خداے بخشنده

— آپ اس شعور کو تازہ رکھ کر اس دارالعلوم سے فارغ ہوں —

میں نے آج کے مختصر قیام کے دوران جو کچھ دارالعلوم میں دیکھا، جو سنا تھا اس سے بڑھ کر پایا۔ امد میں نے جو جائزہ لیا، اس بناء پر کہتا ہوں کہ مستقبل قریب میں انشاء اللہ یہ دارالعلوم پاکستان میں وہ حیثیت حاصل کرے گا، جو برصغیر پاک و ہند میں دارالعلوم دیوبند کا ہے۔

اس لحاظ سے یہاں سے فارغ ہونے والوں کی ذمہ داری اور بھی نازک ہوگی، جب آپ یہاں سے نکلیں تو آپ کے علم کے ثمرات لوگوں پر منکشف ہونے چاہئیں جس کے لئے اہم اور پہلی بات یہ ہے کہ زمانہ کی نزاکت کا خیال رکھیں۔ یہ زمانہ نازک مسائل کا ہے۔ یہ زمانہ الحاد اور دہریت میں مبتلا ہے۔ وہ نزاعی مسائل جو اصل کی کویش نظر رکھئے۔ آج امد آخرت جیسی باتیں سمجھانی ہیں۔ وہ وجہ سے پیدا ہوئے ہیں، غربت امد افلاس، رہا ہے۔ لوگ متلاشی ہیں کہ کوئی ایسا مکمل اور صحیح نظام ان کے ان مسائل اور مشکلات کا حل ہو۔ وقت کے پیٹ سے جو مسائل پیدا ہو رہے ہیں۔ تصویر، بنگلہ، عطیہ خون اور ہرجری امد خدا جانے کیا کیا مسائل ہیں، جن کے حل کے لئے ذہنی افتق کو وسیع کرنا ہوگا۔

زمانہ کی نزاکت کا خیال رکھیں !

دارالعلوم سے نکلنے کے بعد آپ کو ہر طرف سے ایسے فتنوں کا مقابلہ کرنا ہوگا۔ جو بظاہر بڑی دلاویزی رکھتے ہیں۔ خوبصورت انداز تبلیغ اور بلند بانگ دعاوی ہوں گے۔ قسم قسم کی کتابوں اور رسائل سے آپ کو متاثر کرنا چاہئیں گے، ان کی انداز گفتگو، پال ڈھال غرض ہر چیز ابتلاء اور آزمائش والی ہوگی۔ مگر اسکی حیثیت اس چونہ گچ قبر کی ہوگی، جس کے اند کا مردہ کافر ہو اور باہر سے آرائش و زیبائش کیا گیا ہو میں اپنے

طویل تجربات کی بنیاد پر کہتا ہوں کہ تمام صلاح و فلاح صرف اور صرف صالحین کے اتباع میں ہے۔ اسلام سائنس نہیں کہ ہمیں طرح طرح کی اختراعات اور ایجادات کئے جائیں۔ سائنس کی دنیا میں تو ایسے دعوے قابل تعریف ہیں۔ اور کہتا ہے کہ یہ چیز آج کام نہ ہو سکا تھا۔ تو ایسا کہنے اور پرانا ہے جس طرح آدم علیہ السلام اور یہ ہوا اور یہ دنیا پرانی ہے۔ اور جس طرح پرانی ہونے چیزیں آج بھی زندگی کا سرچشمہ ہیں اس طرح اسلام ہزاروں سال کے ہزاروں جدتوں کا حامل ہے۔ اس کے بارے میں کسی طغیانگ دعوے والوں کی

دلائل و قیاسات اور تجلیدین کے علم بردار

لوگ اس پر واہ واہ کر سکتے ہیں۔ مگر اسلام میں اگر کوئی شخص میں نے پہلی بار پیش کی، اسلاف سے بھی ایسا والا شخص گمراہ ہے۔ اسلام اتنا قدیم جس طرح یہ چاندیہ سورج کے باوجود یہ باوجود آج بھی طرف ہرگز

افتات نہ کیجئے۔ بلاشبہ کار تجدید و احیائے دین اسلام میں ہوتا رہا ہے۔ اور ہر وعدہ میں مجتہدین پیدا ہوتے رہے مگر اس کی حیثیت جدت طرائفی کی ہرگز نہ تھی۔ مجتہدین امت نے پرانی صداقتوں کو نئے اسلوب اور وقت کے اندر بیان میں ڈھال کر پیش کیا مگر جو شخص خود یہ دعویٰ کرے کہ یہ باتیں صدیوں کے بعد پہلی بار پیش کی جا رہی ہیں۔ تو سمجھئے کہ یہ شخص ملت کی کشتی کو منہ بھرا کی طرف لے جا رہا ہے۔ کجا کہ اسے باہر نکال دے۔ اتحاد اسلامی کو پارہ پارہ کرنے کیلئے وہ تخریب اور تفرق جس میں حق کو اپنے اندر محدود کر لیا جائے۔ اور یہ کہا جائے کہ اصل اسلام اگر ہے۔ تو ہم ہی میں ہے۔ اور اصل اسلام کا کام تو صرف ہم ہی کر رہے ہیں۔ اور ساری صلاح و فلاح ہم ہی میں محدود ہے۔ اور صالحین امت اور مجتہدین امت نے اگر جماعت اور تنظیم نہیں بنائی تو غلط کیا۔ تو ان لوگوں کا یہ تخریب ملت اور دین کی بربادی کا باعث ہے۔ میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ پوری تاریخ میں مجتہد نے کبھی اقتدار حاصل کرنے کیلئے تنظیم اور جماعت نہیں بنائی۔ یہ لوگ ان سب پر اعتراض کرتے ہیں، کیا ایسا تو نہیں کہ وہ کام جو صالحین امت سے کبھی نہ ہو سکا اس میں دین کی کوئی حکمت مضمر ہو، تاکہ ان کا کام، صلاح کی بجائے فساد کا باعث نہ ہو، اور آج ثابت ہوا کہ اس طرح کے کام اتحاد کی بجائے ملت میں تخریب اور اصلاح کی بجائے فساد کا باعث ہوئے اور مسائل سمجھنے کی بجائے اور الجھ گئے۔ ان فتوؤں کے علاوہ تاویلات کا فتنہ بھی پورے زور پر ہے۔ اس کے وسیع فتنے اور لامحدود وسائل ہیں اور اس کی جڑیں بہت گہری ہو رہی ہیں۔ اس کی سرکوبی اور ازالہ اور مقابلہ کیلئے بھی آپ لوگوں کو علمی و نظری لحاظ سے مستعد ہونا ہے۔

اصل کیجئے جس میں اسلام اسی طرح دیگر زبانوں میں بھی اپنی بہت اور محنت سے حاصل کیجئے جس میں اسلام

کی تبلیغ کی ضرورت پیش آسکتی ہے۔ تعاقبی مطالعہ کیجئے، نئے نظاموں کا نئے مسائل کا اور پھر اسلام سے ان کا حل تلاش کیجئے۔ آپ حضرات کو بڑی محنت اور مشقت اٹھانی ہوگی اور وقت، ماحول، نفسیات انسانی، کو مد نظر رکھ کر سوچنا ہوگا۔ نیا اسلوب پیش کرنا ہوگا۔ قدیم حلقوں کے علاوہ جدید حلقوں میں بھی دین حق کا چرچا کرنا ہوگا۔ اس کے علاوہ علماء حق کا فریضہ ہمیشہ سے حکومت وقت کا محاسبہ اور محاسب رہنے کا ہے۔ علماء حق کبھی اقتدار اور دنیاوی

علماء حق کا فریضہ احتساب

دعابست کے طالب نہیں کیا کہ ہمیں کچھ نہیں چاہئے۔ لیکن اگر دین سے کام لیا گیا تو ہم جانوں پر کھیل کر اس کی حفاظت سیاست کا ہے۔ اور اسلام دین اور سیاست کو

اس زمانہ میں چل رہی ہے، اس کا یقیناً دین سے کوئی تعلق نہیں

— اور جدا ہو دین سیاست سے تو رہ جاتی ہے۔ چگیزی کی صحت سامنے ہے، اس سیاست نے ایسے جذبات پیدا کئے کہ سینے اقتدار کی بھٹیاں بن کر رہ گئے۔ انا خیر منہ ابلیس کا دعویٰ تھا مگر اس ایکسٹنسی سیاست کی بنیاد ہی اس دعویٰ پر ہے۔ اور اس دعویٰ ابلیس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ حضرت مجدد الف ثانیؑ نے جہانگیر کے سپہ سالار دعابست خان کو جب اس کو بغاوت کی سوچی، جیل سے لکھا کہ دعابست خان ہم کو تخت و اقتدار نہیں بلکہ اصلاح درکار ہے، اس شورہ نے جہانگیر کو بھی گمراہ کر دیا اور ننگے پیر حضرت مجددؑ کے ہاں حاضری دینے لگا۔ اس جذبہ اصلاح و خیر خواہی نے جہانگیر کو بدل دیا اور جب ان کے پند و نصائح سے متاثر ہوا تو شراب نوشی تک چھوڑ دی۔ علماء کبھی اقتدار کے طالب نہیں رہے۔ مگر حق بات کہنے میں بھی کبھی کوتاہی نہ کی بلکہ

اور حق بات نہ تیغ کریں گے یہ جرم اگر ہے تو سر دار کریں گے

اصلاح کے جذبہ کی ضرورت ہے۔ اور جب آپ عملی زندگی میں قدم رکھیں تو قرآن و سنت کے ان سرچشموں کو گدلا نہ کیجئے، ہر حال میں کلمہ حق کہئے مگر ایک مخلص اور خیر خواہ کی حیثیت سے۔

آخر میں اتنا عرض کر دوں کہ تبلیغ آپ کا فریضہ، آپ کا مشن ہے۔ آپ ان عیسائی مشنریوں کو دیکھئے جن کا جلال دنیا میں پھیلا ہوا ہے۔ انہوں نے بے سرو سامانی سے مشن کا آغاز کیا۔ اس کا پہلا مشنری جو ۱۸۰۰ء میں کلکتہ آیا، ایک موچی کا لڑکا تھا، اس نے تجویز پیش کی کہ چار دانگ عالم میں عیسائیت کا پرچار کیا جائے۔ وہ ہر گلی کوچہ گیا ہر گرجہ میں چندے کے لئے ہاتھ پھیلائے کہ ہندوستان روانہ ہو کے

اس تمام محنت کے بعد اسے کل ساڑھے تیرہ شنگ چنڈہ ملا۔ حالانکہ اس وقت اس سفر کے لئے اسے کم از کم ۵ پونڈ کی ضرورت تھی۔ اس نے جہاز دلوں کو منت سماجت کر کے راضی کیا اور کہا کہ میں تمہاری ہر قسم کی خدمت کروں گا، جوتے صاف کروں گا مگر مجھے ہندوستان سے چلو۔۔۔۔۔ چنانچہ اس نے یہاں آکر عیسائی مشنری کا پورا لگایا جو آج ایک مضبوط دخت بن چکا ہے۔ اور اس کے کانٹے برابر ملت مسلمہ کے دامن کو تار تار کر رہے ہیں۔۔۔۔۔ اپنے حضرت شیخ الحدیث صاحب مدظلہ کی مثال سامنے رکھتے جن حالات میں انہوں نے دارالعلوم کا آغاز کیا ہوگا، میرا اندازہ ہے کہ اس وقت کچھ بھی ان کے پاس نہ ہوگا نہایت بے سرو سامانی میں ارادہ کیا ہوگا۔ مگر نیک نیتی، اخلاص اور جہدِ زادِ راہ تھا تو آج اس عظیم ادارہ کی شکل میں دارالعلوم موجود ہے۔ لاکھوں روپے لگ گئے اور انشاء اللہ آئندہ کروڑوں خرچ ہوں گے۔ مگر آپ لوگ دین کی اشاعت اور تبلیغ کے لئے نیک نیتی سے کام شروع کریں گے تو خدا کی مدد یقیناً ساتھ ہوگی۔ وہ کبھی بھی اپنے بندوں کو زادِ راہ سے مایوس نہیں کریں گے۔ مولانا محمد علی جوہرؒ نے کیا خوب کہا کہ مشکلات اور بے سرو سامانی سے نہ گھبراؤ۔ تم نے نہیں دیکھا کہ راستہ پر چلتے داسے کہ حدِ نظر سے آگے سڑک ختم ہوتی دکھائی دیتی ہے۔ اور محسوس ہوتا ہے کہ ایک خاص حد سے آگے سڑک بند ہے، مگر جب آدھی چلتا ہے تو محدود راستہ کھلتا نظر آتا ہے۔۔۔۔۔ بڑھتے چلو خدا کا نام لیکر آگے بڑھتے چلو۔۔۔۔۔

اظہارِ تعزیت | سرگرمی کے حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مرحوم و مغفور کے سانحہ وفات کو دارالعلوم میں شدت سے محسوس کیا گیا۔ حضرت مرحوم کے رفیع درجات کیلئے دارالعلوم میں دعائیں کی گئیں۔ حضرت شیخ الحدیث صاحب نے حضرت مرحوم کے صاحبزادگان اور متعلقین نیز جمعیۃ العلماء اسلام سے اظہارِ تعزیت کیا۔

حضرت امام ابو حنیفہؒ بازار میں تشریف لے جا رہے تھے کہ راستے میں ایک بگڑا ہوا بکریا تھا۔ بڑی احتیاط کے باوجود ناخن بکریا آپ کے لباس سے پر گری پڑا۔ آپ سید سے دیا گئے واپس پر تشریف لے گئے اور وہاں جاکر اپنا لبادہ دھو ڈالا۔ دیکھنے والوں نے سوال کیا۔ یا حضرت یہ کیا بات ہے؟ آپ نے خود فتویٰ دے رکھا ہے کہ کپڑے پر کسی ہتھکنا یا پت پڑ جانے سے کپڑا ناپاک نہیں ہوتا لیکن آپ کے لباس سے پر ایک ناخن بکریا پڑا۔ اور آپ نے اپنا جامہ دھو ڈالا آپ نے ارشاد فرمایا۔ بھائی وہ میرا فتویٰ ہے اور یہ میرا تقویٰ۔